ابن نفیس کا رسالۂ کاملیہ

تعارف و تجزیہ

مولانا ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی☆

Abstract

The Risalah ofIbn-e-Nafees

Ibn-e-Nafees (1210 AH) is one of the classical physicians of the Islamic History. He held the highest offices of his time. Along with this, he also had the expert skills of other knowledge. For many long years he taught the Shafi'i jurisprudence. The famous grammarian 'Abu-Hayyan' was his pupil, who took lessons of logic from Ibn-e-Nafees. A book on Seerah has also been written by Ibn-e-Nafees, which is available in the market. The name of this book is "al-Risaalah al-Kaamaliyyah fi Seerah al-Nabawiyyah". This treatise on Seerah also deals with the logical issues of Seerah. The author has presented the Muslim views on this topic in a simple logical manner and has repelled the negative perception and attitudes towards this issue. In this paper, a deail account of the life and contributions of Ibn-e-Nafees has also been presented

سیرت نگارانِ رسول کی صف میں شامل ہونا ایک مسلمان کے لئے سعادت کی بات ہے۔ اسی لئے فن سیرت پر کثرت سے کتابیں لکھی گئی ہیں اور مختلف پہلوؤں سے جدت طرازیاں کی گئی ہیں۔ چناں چہ اس فن میں ضخیم اور مفصل کتابیں بھی ہیں اور مختصر بھی۔ بڑوں کے لئے بھی ہیں اور بچوں کے لئے بھی۔ تحقیقی اسلوب میں بھی ہیں اور عوام کے استفادے کے لئے ہلکے پھلکے اور عام فہم اسلوب میں بھی۔ علمی طرز پر بھی ہیں اور ناول کے طرز پر بھی۔ پھر بھی مولفین سیرت کی طبیعتیں سیر نہیں ہوتیں اور وہ سیرت نگاری کے نئے نئے پہلوؤں کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ اسی طرح کی ایک کتاب، جو ساتویں صدی ہجری، تیرہویں صدی عیسوی میں سیرت نبوی کے موضوع پر عام اور روایتی ڈگر سے ہٹ کر لکھی گئی تھی، الرسالۃ الکاملیۃ فی السیرۃ النبویۃ ہے، جس کے مصنف تاریخ اسلام کے زریں دور کے نامور طبیب علامہ ابن نفیس قرشی ہیں۔

☆ مدیر معاون سہ ماہی تحقیقاتِ اسلامی، علی گڑھ۔ ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی۔ علی گڑھ، انڈیا

ابن نفیس کا پورا نام علاؤ الدین ابوالحسن علی بن ابی الحزم القرشی الدمشقی الشافعی ہے۔ ان کا آبائی وطن ماوراء النہر کے علاقے میں قَرش نامی ایک قریہ تھا۔ دمشق میں ۶۰۷ھ/۱۲۱۰ء میں ان کی ولادت ہوئی، وہیں پرورش پائی اور ابتدائی زندگی گزاری۔ یہ سلطان صلاح الدین ایوبی (م ۵۸۹ھ/۱۱۹۳ء) کے بھائی الملک العادل سیف الدین ایوبی (م ۶۱۵ھ/۱۲۱۸ء) کا عہد حکومت تھا۔ ابن نفیس نے اپنے وقت کے نامور علماء سے مختلف علوم وفنون حاصل کیے۔ پھر طب کی تعلیم مہذب الدین الدخوار (م ۶۲۸ھ، ۱۲۳۰ء) اور عمران الاسرائیلی (م ۶۳۷ھ/ ۱۲۳۹ء) جیسے حاذق اطبا سے حاصل کی، جو نورالدین محمود زنگی (م ۵۶۹ھ/۱۱۷۴ء) کے قائم کردہ اسپتال بیمارستان نوری سے وابستہ تھے۔ ۶۳۳ھ/ ۱۲۳۵ء کے آس پاس وہ قاہرہ چلے گئے جہاں بیمارستان ناصری سے وابستگی اختیار کرلی۔ اس اسپتال کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۵۷۷ھ/ ۱۱۸۱ء میں قائم کیا تھا۔ ابن نفیس نے اس اسپتال میں عرصے تک کی خدمت انجام دی۔ بعد میں انھیں اس کے شعبۂ الکحالۃ (شعبۂ امراض چشم) کا سربراہ بنادیا گیا تھا۔ ۶۸۲ھ/۱۲۸۴ء میں جب سیف الدین قلاوؤن المنصور (م ۶۸۹ھ/ ۱۲۹۰ء) نے بیمارستان منصوری قائم کیا تو اس نے ابن نفیس کو اس کا رئیس الاطباء (نگران اعلیٰ) بنادیا۔ وہ علاج معالجے کے علاوہ طبی تعلیم وتدریس کی خدمت بھی انجام دیتے تھے۔ چناں چہ بہت سے طلبہ نے میدان طب میں ان سے اکتساب کیا۔

علامہ ابن نفیس کو طب کے علاوہ دیگر علوم میں بھی مہارت حاصل تھی اور وہ ان میں دوسروں کو فیض پہنچاتے رہتے تھے۔ چناں چہ قاہرہ کے مدرسۂ مسروریہ میں، جسے صلاح الدین ایوبی کے ایک معتمد مسرور شمس الغواصی نے قائم کیا تھا، وہ فقہ شافعی کا درس دیتے تھے، مشہور مفسر اور نحوی ابوحیان الاندلسی (م ۷۴۵ھ/۱۳۴۴ء) بیان کرتے ہیں کہ ''ہمارے استاد (ابن نفیس) کو منطق میں مہارت حاصل تھی، اس میں انہوں نے ایک مختصر کتاب تصنیف کی تھی اور میں نے ان سے ابن سینا کی کتاب الہدایۃ فی المنطق پوری پڑھی تھی''

ابن نفیس کے معاصرین میں مشہور ماہر نباتات ضیاء الدین ابن بیطار (م ۶۴۶ھ/ ۱۲۴۸ء) السدید الاسرائیلی (م ۶۳۶ھ/۱۲۳۸ء) اور رشید الدین ابن ابی حلیقہ (م ۶۶۰ھ/۱۲۶۲ء) اور تلامذہ میں ابن فضل اللہ العمری (م ۷۴۹ھ/۱۳۴۹ء) السدید الدمیاطی الحکیم، ابوالفرج المکندری، ابوالفرج بن صغیر، بدر الدین حسن الرئیس، ابن البرہان الجرائحی اور امین الدولۃ ابن القف (م ۶۸۵ھ/ ۱۲۸۶ء) خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ان کے گھر میں روزانہ علمی مجلس جمتی تھی، جس میں حکم راں طبقے کے ممتاز افراد، علماء، اطبا اور شاگردوں کی بڑی تعداد اکٹھا ہوتی تھی۔

وہ بڑے متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ مرض وفات میں بعض دوستوں نے کچھ شراب پی لینے کا مشورہ

دیا، اس لئے کہ ان کا خیال تھا کہ وہ جس مرض میں مبتلا تھے، اس میں اس سے کچھ افاقہ ہو جائے گا، مگر انہوں نے سختی سے انکار کیا اور فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں نہیں ملنا چاہتا کہ میرے پیٹ میں شراب کا کوئی حصہ ہو''۔ ان کی ذاتی لائبریری میں مختلف علوم وفنون کی قیمتی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ بیمارستان منصوری قائم ہونے کے بعد انہوں نے نہ صرف اپنی یہ لائبریری، بل کہ اپنا گھر اور زمین جائیداد سب اس کے لئے وقف کردی تھی۔ انہوں نے شادی نہیں کی تھی۔ اسی سال کی عمر میں ۶۸۷ھ/ ۱۲۸۸ء میں وفات پائی۔ (۱)

علامہ ابن نفیس کو مختلف علوم وفنون اور خاص طور پر طب میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ چناں چہ ان کے معاصرین اور بعد کے سوانح نگاروں نے انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے اور ان کے علم وفضل کو سراہا ہے۔ سطور ذیل میں چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:

مشہور مورخ طب ابن ابی اصیبعہ (م ۶۶۸ھ/ ۱۲۷۰ء) جو ان کے رفیق درس اور بعد میں ان کے رفیق کار بھی رہے، رقم طراز ہیں:

> وہ فضل وکمال کے بلند مقام پر تھے، ان کی مثال علوم کے بے پایاں سمندر اور بلند پہاڑ کی تھی۔ انہوں نے القانون کے غوامض کی شرح کی ہے، اگر انہوں نے اس کے علاوہ کوئی دوسرا علمی کام نہ کیا ہوتا تو صرف یہی ان کے انتہائی فضل اور ان کی انفرادیت کی دلیل ہوتا، لیکن اس کے علاوہ بھی تمام اقسام علوم میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں جو بہت سے علاقوں میں محققین کے نزدیک مقبول ہیں۔ یہ تصانیف غور وفکر پر مبنی حقائق ودقائق، لطیف اشارات اور خوب صورت تحریروں پر مشتمل ہیں۔ (۲)

ابوحیان الاندلسی فرماتے ہیں

> وہ علم طب کے امام اور یکتائے روزگار تھے، اس میں قدماء کے افکار ونظریات سے استحضار اور دقائق ونکات کے استنباط کے معاملے میں کوئی نہ ان کا مثل تھا، نہ مد مقابل، نہ قریبی حریف۔ (۳)

مشہور مورخ اسلام شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ۔ ۱۳۴۸ء) نے لکھا ہے:

> وہ اپنے زمانے کے شیخ الاطبا تھے، انہیں سرزمین مصر میں طب کی سربراہی حاصل تھی۔ ان کے بعد ان جیسا کوئی نہ پیدا ہوا۔ (۴)

متعدد سوانح نگاروں، مثلاً یافعی (۷۶۸ھ/ ۱۳۶۷ء)، سیوطی (م ۹۱۱ھ/ ۱۵۰۵ء) اور ابن العماد (م ۱۰۸۹ھ/ ۱۶۷۹ء) نے ان کے علم وفضل کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

وہ سرزمین مصر کے بڑے طبیب اور صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جنہیں طب پر ماہرانہ دست رس تھی۔ وہ انتہائی قوی حافظہ اور غیر معمولی ذہانت کے مالک تھے۔فقہ، اصول فقہ، حدیث، عربی زبان اور منطق میں بھی وہ درک رکھتے تھے۔(۵)

تاج الدین السبکی نے لکھا ہے:

جہاں تک طب کا تعلق ہے اس میں ان کی جیسی مہارت اس زمانے میں کسی کو حاصل نہ تھی۔ ابن سینا کے بعد ان جیسا طبیب پیدا نہیں ہوا اور علاج معالجہ کے معاملے میں انہیں ابن سینا پر برتری حاصل تھی۔ (۶)

الاسنوی (م۷۷۲ھ/۱۳۷۰ء) فرماتے ہیں:

اپنے فن (یعنی طب) میں وہ مشرق ومغرب میں اپنے وقت کے امام تھے۔ان کا کوئی مد مقابل نہ تھا، وہ اپنے زمانے کے عجوبۂ روزگار تھے۔انہوں نے فقہ، اصول فقہ، عربی زبان، علم کلام اور معانی و بیان میں کتابیں تصنیف کی ہیں۔ان کے تلامذہ مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ (۷)

ابن تغری بردی (م۸۷۴ھ/۱۴۷۰ء) نے لکھا ہے:

وہ حکیم، فاضل، اپنے فن میں علامہ تھے۔ان کے زمانے میں علاج معالجے کے میدان میں کوئی ان کا ہم سر نہ تھا۔انہیں اپنے زمانے میں فن طب میں سربراہی کا مقام حاصل تھا۔وہ متعدد مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ (۸)

طب کے علاوہ فقہ میں بھی علامہ ابن نفیس کو درجۂ کمال حاصل تھا۔ان کی عظمت کا ثبوت یہ ہے کہ مشہور مورخ اور سوانح نگار تاج الدین السبکی (م۷۷۱ھ/۱۳۷۰ء) نے ان کا شمار اکابر فقہائے شوافع میں کیا ہے۔ان کی تصنیف طبقات الشافعیۃ الکبری میں ابن نفیس کا تذکرہ شامل ہے۔ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

وہ مسلک شافعی کے فقیہ تھے انہوں نے اصول فقہ اور منطق میں کتابیں تصنیف کی ہیں خلاصہ یہ کہ انہیں مختلف علوم وفنون میں دست رس حاصل تھی۔ (۹)

دورانِ خون رئوی کا محقق

اپنی ایک تحقیق کی وجہ سے طب کی تاریخ میں علامہ ابن نفیس کا نام سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔اس تحقیق کو طبی اصطلاح میں دوران خون رئوی (PULMONARY BLOOD

CIRCULATION) یا دورانِ خون اصغر (LESSER BLOOD CIRCULATION) کا نام دیا گیا ہے۔ اطبائے قدیم یہ سمجھتے تھے (جیسا کہ جالینوس (م ۲۰۰ء) نے خیال ظاہر کیا تھا اور اسی کو الشیخ الرئیس ابن سینا (م ۴۲۸ھ/ ۱۰۳۷ء) نے بھی دہرایا تھا) کہ قلب کے دونوں بطون (بطن ایمن اور بطن ایسر) کے درمیان ایک آڑ ہوتی ہے، جسے حجاب حاجز کہتے ہیں، اس میں مسامات ہوتے ہیں، جن کے ذریعے خون بطن ایمن سے بطن ایسر میں پہنچتا ہے اور وہاں پھیپھڑوں سے آنے والی ہوا میں اس کی آمیزش ہوتی ہے۔ اسے وہ روح حیوانی کا نام دیتے تھے۔ ابن نفیس نے پورے یقین کے ساتھ اور قطعی الفاظ میں اس کی تردید کی اور کہا کہ دونوں بطون کے درمیان پایا جانے والا حجاب بہت کثیف ہوتا ہے، اس میں کسی طرح کے مسامات نہیں ہوتے کہ ان سے خون آر پار ہو سکے، بل کہ وہ قلب کے بطن ایمن سے ورید شریانی کے ذریعے پھیپھڑے میں پہنچتا ہے، جہاں ہوا کی آمیزش سے اس کی صفائی ہوتی ہے، پھر وہاں سے وہ شریان وریدی کے ذریعے قلب کے بطن ایسر میں پہنچتا ہے، جہاں سے جملہ اجزائے بدن میں اس کی ترسیل ہوتی ہے

یورپ میں یہ تحقیق سولہویں صدی عیسوی میں عام ہوئی۔ سب سے پہلے میگل سرویٹو MIGUEL SERVETO (م ۱۵۵۶ء) نے ۱۵۵۳ء میں اپنے ایک تحقیقی مقالے میں قلب اور پھیپھڑوں کے درمیان خون کی رگوں کا انکشاف کیا۔ اس کے بعد ریالدو کولمبس REALDO COLOMBO (م ۱۵۵۹ء) نے تشریح (ANATOMY) پر اپنی کتاب میں دوران ریوی کا تذکرہ کیا۔ آخر میں ولیم ہاروے (W. HARVEY) نے ۱۶۲۲ء میں اس نظریئے کو قطعی شکل دی اور تفصیل سے اس کو پیش کیا۔ اسی بنا پر اسے دورانِ خون ریوی کا محقق قرار دیا جانے لگا۔ حال آں کہ یہ تحقیق اس سے تین سو سال قبل ابن نفیس کے ذریعے پیش کی جا چکی تھی۔ ابن نفیس کی اس تحقیق کا علم دنیا کو مصری طبیب ابراہیم التطاوی کے اس تحقیقی مقالے سے ہوا جسے انہوں نے جرمنی کی ہائڈل برگ یونیورسٹی میں ڈاکٹر آف میڈیسن کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے ۱۹۲۴ء میں پیش کیا تھا۔ (۱۰)

تصنیف وتالیف

علاج معالجے اور تعلیم وتدریس کے علاوہ علامہ ابن نفیس کا ایک دل چسپ مشغلہ تصنیف وتالیف کا تھا۔ وہ قدما کی کتابوں کے مطالعے کے بہت شوقین تھے۔ ان کی ذاتی لائبریری میں مختلف علوم وفنون کی قیمتی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ ان کے مطالعے کے ساتھ وہ اپنے طبی تجربے اور مریضوں کے مشاہدے کی روشنی میں ان کا تنقیدی جائزہ لیتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے جالینوس، ابن سینا اور دیگر اطبا اور اصحاب علم

کی بہت سی آرا پر تنقید کی ہے۔ سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ ابن نفیس تصنیف و تالیف کے دوران کتابوں کو اپنے پیش نظر نہیں رکھتے تھے، بل کہ اپنے حافظہ کی بنیاد پر لکھتے یا املا کراتے تھے۔ حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ /۱۳۷۳ء) فرماتے ہیں کہ وہ اپنے حافظے سے کتابیں تالیف کرتے تھے۔ (۱۱)

ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ انہیں اپنے فن پر اس قدر دست رس تھی کہ اپنی تصانیف حافظے سے املا کراتے تھے، کتابوں کی طرف رجوع کرنے کی انہیں ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ (۱۲)

موجودہ دور کے محقق خیر الدین الزرکلی (م ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء) لکھتے ہیں:

> ان کا طریقۂ تالیف یہ تھا کہ وہ اپنے حافظے، تجربات و مشاہدات اور استنباطات کی روشنی میں کتابیں لکھتے تھے، بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ وہ دوران تالیف دوسری کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہوں، یا ان کے اقتباسات نقل کرتے ہوں۔ (۱۳)

ابن نفیس نے طبی موضوعات پر بھی لکھا ہے اور دیگر علوم و فنون میں بھی خامہ فرسائی کی ہے۔ ان کی تصانیف کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

طبی تصانیف

۱-شرح القانون: ابن نفیس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ابن سینا کی شہرۂ آفاق تصنیف القانون فی الطب کی، جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے، مکمل شرح کی ہے۔ یوں تو القانون پر بہت کام ہوا ہے اور ہر دور میں اس کی شرح، تلخیص، تحشئے اور ترجمے کی خدمت انجام دی گئی ہے، لیکن ابن نفیس اور مغلیہ دور کے طبیب حکیم علی حسین گیلانی (م ۱۰۱۰ھ/ ۱۶۰۹ء) کے علاوہ کسی کو اس کی مکمل شرح کرنے کی توفیق نہیں ملی ہے۔ ابن نفیس کی شرح میں تحقیقی شان پائی جاتی ہے۔ انہوں نے اس میں بہ کثرت مقامات پر ابن سینا پر نقد کیا ہے۔ اس شرح کے قلمی نسخے دنیا کی مختلف لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں رضا لائبریری رام پور میں مکمل شرح موجود ہے۔ دیگر لائبریریوں میں بعض جلدیں پائی جاتی ہیں۔ (۱۴)

۲-موجز القانون: قانون ابن سینا کی شرح کرنے کے علاوہ ابن نفیس نے اس کا خلاصہ بھی تیار کیا تھا جو موجز القانون یا الموجز فی الطب کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کی شہرت خود القانون سے کسی درجے میں کم نہیں ہے۔ ابتدا ہی سے یہ طبی نصاب کی ایک اہم کتاب قرار پائی اور اطبا نے اس کے درس، شرح، تحشئے اور ترجمے پر اپنی بہترین صلاحیتیں صرف کیں۔ دست یاب معلومات کے مطابق اس کی شرحوں کی تعداد اٹھائیس، حواشی کی تعداد دس اور ترجموں کی تعداد آٹھ ہے۔ اس کے بہت سے مخطوطات دنیا کی مختلف

لائبریریوں میں محفوظ ہیں اور بار ہا یہ شائع ہوتی رہی ہے۔ ہندوستان میں سب سے پہلے ۱۸۲۸ء میں اس کی اشاعت ہوئی تھی (۱۵)۔ اس کا ایک تحقیقی ایڈیشن ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء میں لجنۃ احیاء التراث، المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیۃ نے شائع کیا تھا۔ کچھ عرصے قبل اس کا ایک ایڈیشن ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء میں دار الکتب العلمیۃ بیروت سے یحییٰ مراد کی تقدیم وتعلیق کے ساتھ منظر عام پر آیا ہے۔

۳- شرح تشریح القانون: القانون میں تشریح (ANATOMY) کے مباحث دو مقامات پر ہیں، جلد اول میں فن اول کی تعلیم پنجم کے تحت تشریح اعضا کا کلی بیان اور جلد سوم میں ہر عضو کو لاحق ہونے والے امراض کے بیان سے قبل اس عضو کی تشریح۔ ابن نفیس نے ان مباحث کو اکٹھا کر کے اس کتاب میں ان کی شرح کی ہے۔ اسی کتاب میں اس نے دوران خون سے متعلق جالینوس اور ابن سینا کے نظریات کا رد کرتے ہوئے دوران خون رئوی سے متعلق اپنی تحقیق پیش کی ہے۔ اس کتاب کے قلمی نسخے دنیا کی مختلف لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایک نسخہ دار الکتب قاہرہ میں محفوظ ہے۔ اس کے کچھ اجزا فصول مختارۃ من شرح تشریح القانون لابن سینا کے نام سے شائع ہوئے ہیں۔

۴- کتاب الشامل فی الطب: تمام مصادر میں مذکور ہے کہ ابن نفیس اس کتاب کو تین سو جلدوں میں لکھنا چاہتے تھے، ان میں سے اسّی جلدیں وہ لکھ چکے تھے کہ انتقال ہو جانے کی وجہ سے یہ کام ادھورا رہ گیا، تحریر کردہ حصہ ان کی ذاتی لائبریری میں محفوظ تھا، جسے انہوں نے بیمارستان منصوری کو وقف کر دیا تھا، لیکن بعد میں یہ جلدیں بھی محفوظ نہ رہ سکیں۔ زرکلی نے لکھا ہے کہ اس کی ایک ضخیم جلد مکتبہ ظاہریہ دمشق میں موجود ہے (۱۶)۔ دار الکتب قاہرہ اور بودلیانہ لائبریری میں اس کے چند اجزا پائے جاتے ہیں۔

۵- شرح مبادی البقراط: اس کے قلمی نسخے دنیا کی بہت سی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء میں ایران سے شائع بھی ہو چکی ہے۔

۶- شرح فصول البقراط: اس کے بہت سے قلمی نسخے پائے جاتے ہیں۔ ایک نسخہ دار الکتب قاہرہ میں اور ایک ایا صوفیا لائبریری استنبول میں موجود ہے۔ ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء میں ایران سے طبع ہوئی ہے۔ ہندوستان سے بھی اس کی اشاعت عمل میں آئی ہے۔

۷- رسالۃ فی منافع الاعضاء: اس کا قلمی نسخہ دار الکتب قاہرہ میں موجود ہے۔

۸- المہذب فی الکحل: اس کا ایک نسخہ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں اور دوسرا واٹکن لائبریری میں موجود ہے۔

۹- شرح تقدمۃ المعرفۃ لابقراط: اس کا قلمی نسخہ دار الکتب قاہرہ میں موجود ہے۔

۱۰- شرح اوبئۃ البقراط: اس کا قلمی نسخہ ایا صوفیا لائبریری استنبول میں موجود ہے۔

۱۱-شرح کتاب المسائل لحنین بن اسحاق: اس کا قلمی نسخہ لیدن لائبریری میں موجود ہے۔

۱۲-بغیۃ الفطن من علم البدن: اس کا قلمی نسخہ وِلکن لائبریری میں موجود ہے۔

سوانح نگاروں نے ان کے علاوہ اور بھی تصنیفات کے نام تحریر کئے ہیں۔

دیگر علوم وفنون میں ابن نفیس کی متعدد تصانیف کا تذکرہ سوانح نگاروں نے کیا ہے، مگر ان میں سے بیش تر کے کہیں موجود ہونے کی کچھ خبر نہیں ہے۔ مثلاً انہوں نے فقہ میں شافعی فقیہ فیروز آبادی شیرازی (م ۴۷۶ھ/۱۰۸۳ء) کی کتاب التنبیہ، فلسفہ میں ابن سینا کی کتاب الاشارات اور منطق میں ان ہی کی کتاب الہدایۃ کی شرح کی تھی۔ اسی طرح لغت و بیان میں ان کی ایک کتاب طریق الفصاحۃ کا تذکرہ ملتا ہے۔ مگر ان کتابوں کا کچھ اتا پتا نہیں۔ ان کی دست یاب کتابوں میں سے ایک مختصر فی علم اصول الحدیث ہے، جو دار الکتب قاہرہ میں محفوظ ہے اور دوسری الرسالۃ الکاملیۃ فی السیرۃ النبویۃ ہے، جو طبع ہو چکی ہے۔ آیندہ سطور میں اسی کتاب کا مطالعہ وتجزیہ پیش کیا جارہا ہے

الرسالۃ الکاملیۃ فی السیرۃ النبویۃ

اس کتاب کے صرف دو قلمی نسخوں کا علم ہوسکا ہے۔ ایک دار الکتب قاہرہ میں ہے اور دوسرا مکتبہ مصطفیٰ آفندی استنبول میں۔ یہ کتاب چار فنون پر مشتمل ہے۔ اس اعتبار سے استنبول کا نسخہ مکمل ہے، جب کہ قاہرہ کا نسخہ ناقص ہے۔ اس میں صرف ابتدائی تین فنون پائے جاتے ہیں۔

مستشرق جوزف شاخت (JOSYPH SCHACHT) (م۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) اور ماکس مایرہوف (MAX MAEYER HOF) (م۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء) نے استنبول کے نسخے کو ایڈٹ کیا اور اس ملخص انگریزی ترجمے کے ساتھ اسے آکسفورڈ سے شائع کیا (۱۷)۔ مشرق میں اس کی اشاعت دونوں قلمی نسخوں کی روشنی میں اسے ایڈٹ کر کے، جامع ازہر مصر میں السیرۃ والسنۃ النبویۃ کے موضوع پر چوتھی عالمی کانفرنس (صفر ۱۴۰۶ھ/ نومبر ۱۹۸۵ء) کے انعقاد کی مناسبت سے اس وقت کے شیخ الازہر الشیخ جاد الحق علی جاد الحق کی دل چسپی سے عمل میں آئی۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء میں مزید تنقیح و اضافہ کے ساتھ لجنۃ احیاء التراث الاسلامی، المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیۃ، وزارۃ الاوقاف مصر کی جانب سے منظر عام پر آیا ہے۔ تحقیق وتعلیق کی خدمت عبدالمنعم محمد عمر نے انجام دی ہے اور مراجعت کا کام ڈاکٹر احمد عبدالحمید ہریدی نے کیا ہے۔ فاضل محقق نے شروع میں دو بحثوں کا اضافہ کیا ہے، جن میں صاحب کتاب کے حالات وسوانح پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور کتاب کا مبسوط تجزیہ کیا ہے۔ یہی

ایڈیشن راقم السطور کے پیش نظر ہے۔

بعض مصادر میں ابن نفیس کی تصنیفات کی فہرست میں ایک کتاب کا نام فاضل بن ناطق ملتا ہے۔ حقیقت میں وہ یہی رسالۂ کاملیہ ہے۔اس کا راوی فاضل بن ناطق کامل نامی ایک شخص کا قصہ بیان کرتا ہے کہ وہ کیسے پیدا ہوا؟ کس طرح پلا بڑھا؟ کیسے اس نے حواس کے ذریعے مختلف قوائے جسمانیہ کی معلومات حاصل کیں؟ پھر کس طرح اللہ سبحانہ کی ذات وصفات، نبوت کی ضرورت، خاتم النبیین ﷺ کے حالات زندگی اور تعلیمات، پھر اخروی زندگی سے متعلق معلومات حاصل کیں اور استنباطات کئے؟ راوی قصہ کا نام فاضل بن ناطق رکھ کر ابن نفیس یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ راوی بڑے علم وفضل والا ہے اور اس نے منطقی سوچ اپنے باپ سے وراثت میں پائی ہے۔ قصے کے مرکزی کردار (ہیرو) کا نام کامل تجویز کر کے وہ اس جانب اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ایسا انسان ہے جسے اللہ نے اوصاف حمیدہ اور عقل تام سے نوازا ہے۔ اس رسالے میں اس کے علاوہ اور کوئی رمز نہیں ہے، نہ اس میں فلسفیانہ اور صوفیانہ اصطلاحات کا استعمال ہوا ہے۔ کتاب کے مرکزی کردار کا نام کامل ہے اور اس کے چار فنون میں سے دو سیرت نبوی ﷺ سے متعلق ہیں۔اسی لئے اس کا نام الرسالۃ الکاملیۃ فی السیرۃ النبویۃ رکھا گیا ہے۔

مقصد تالیف: یہ رسالہ بنیادی طور پر سیرت نبوی سے متعلق ہے، لیکن اس میں علم الکلام کے بعض اہم موضوعات بھی زیر بحث آئے ہیں۔ابن نفیس نے بہت آسان اور عام فہم انداز میں اہل اسلام کی آرا پیش کی ہیں اور منحرف فلسفیانہ افکار کا رد کیا ہے۔اس رسالے کے ذریعے ان کا مقصد مذہب اور فلسفے کے درمیان ہم آہنگی دکھانا تھا۔انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ عقل انسانی خالص منطقی انداز میں غور وخوض کر کے اور بغیر کسی واسطے کے، اللہ تعالیٰ کے وجود، انبیائے کرام کی بعثت اور خاتم النبیین کی ضرورت کا استنتاج کر سکتی ہے۔اسی طرح وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ آخری نبی کی سیرت (ولادت، ہجرت، جہاد، وفات وغیرہ) اور تعلیمات (عبادات، شریعت، معاملات وغیرہ) کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کر سکے۔

اس رسالے کا تعارف کراتے ہوئے صلاح الدین الصفدی (م ۷۶۴ھ/۱۳۶۳ء) نے لکھا ہے:

> ابن نفیس نے اس میں نبوتوں، شرائع، بعثت جسمانی اور فنائے دنیا کے موضوعات پر اہل اسلام کے مسلک اور ان کی آرا کی حمایت کی ہے۔میری جان کی قسم، انہوں نے اس میں بڑی جدت طرازیاں کی ہیں۔اس رسالے سے ان کی قادر الکلامی، صحت ذہن اور علوم عقلیہ پر دسترس کا اظہار ہوتا ہے۔(۱۸)

دیگر ہم موضوع رسائل سے موازنہ: موضوع، مشتملات اور اسلوب کے لحاظ سے ابن نفیس

کے اس رسالے کے مثل دو اور حضرات نے رسالے لکھے ہیں۔ وہ ہیں ابن سینا اور ابن طفیل (م ۵۸۱ھ/ ۱۱۸۵ء)، دونوں کے رسالوں کا نام رسالۃ حی بن یقظان ہے۔ ابن نفیس نے ان میں سے کس رسالے کا معارضہ کیا ہے؟ محققین اس معاملے میں مختلف الرائے ہیں

صفدی نے لکھا ہے کہ ابن نفیس نے اس میں ابن سینا کے رسالۃ حی بن یقظان کا معارضہ کیا ہے۔ ابن سینا کا رسالہ بہت مختصر اور مغلق و غامض عبارتوں میں تھا۔ چناں چہ ان کے شاگردوں ابو منصور الحسین بن زبلہ اور ابو عبید جوز جانی نے اس کی شرحیں کی تھیں اور خود ابن سینا نے اس کی شرح لکھی تھی۔ (۱۹)

مستشرق جوزف شاخت اور ماکس مایرہوف اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ابن نفیس کا یہ رسالہ ابن سینا کے رسالے کے بہ جائے ابن طفیل کے رسالے سے مشابہت رکھتا ہے۔ اسی لئے ان حضرات نے ان دونوں رسالوں کا موازنہ کیا ہے۔ انہوں نے ابن سینا اور ابن طفیل کے رسالوں کے درمیان کسی تعلق کا اظہار نہیں کیا ہے۔ (۲۰)

الف- موازنہ رسالۂ کاملیہ و رسالۂ حی بن یقظان (ابن سینا)

ابن نفیس اور ابن سینا کے رسالوں کے موازنے کا خلاصہ ان نکات کی صورت میں بیان کیا جا سکتا ہے:

۱۔ دونوں میں قصصی اسلوب پایا جاتا ہے۔ ابن سینا کے رسالے میں راویٔ قصہ اپنے دوستوں کے ساتھ ایک تفریح گاہ میں پہنچتا ہے، جہاں اس کی ملاقات ایک بزرگ سے ہوتی ہے۔ وہ لوگ اس سے مختلف سوالات کرتے ہیں جن کے وہ جواب دیتا ہے۔ یہ جوابات ابن سینا کی فلسفیانہ آرا پر مبنی ہیں۔

۲۔ ابن سینا کا پورا رسالہ رمزیہ ہے۔ اس نے بزرگ سے عقل انسانی اور راویٔ قصہ اور اس کے رفقاء کے ساتھ اس بزرگ کے بحث و مباحثے سے انسان کی عقل اور اس کی شہوات کے درمیان ہونے والی کشاکش مراد لی ہے۔ اسی طرح کے دیگر رموز ہیں، جب کہ ابن نفیس کے رسالے میں کوئی رمز نہیں ہے۔

۳۔ ابن سینا کا رسالہ اس کی فلسفیانہ اور صوفیانہ آرا پر مبنی ہے، جن میں سے بہت سی آرا صحیح دینی عقائد سے ٹکراتی ہیں، مثلاً ابن سینا کے نزدیک عقل انسانی اپنی کاوش سے اللہ سبحانہ کی معرفت اور تعلیمات انبیاء تک رسائی حاصل کر سکتی ہے۔ گویا انبیاء نے جو تعلیمات پیش کیں وہ ان کی عقلی کاوش کا نتیجہ تھیں۔ اسی طرح اس کے نزدیک انسان روحانی ریاضت اور مجاہدۂ نفس کر کے ماوراء الطبیعۃ کی معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نبوت وہبی نہیں بل کہ اکتسابی ملکہ ہے۔ اسی طرح اس نے بعث جسمانی کا انکار کیا ہے۔ ابن نفیس نے اپنے رسالے میں ان افکار کا معارضہ کیا ہے اور اپنی آرا کو اسلام کے بنیادی عقائد کے تابع رکھا ہے۔ (۲۱)

موازنہ رسالۂ کاملیہ و رسالۂ حی بن یقظان (ابن طفیل): ابن نفیس اور ابن طفیل کے

رسالوں میں اشتراک واختلاف کے متعدد پہلو ہیں:

۱۔دونوں میں ایک انسان ایک دور دراز ویران جزیرہ میں عناصر کی مخصوص ترتیب وترکیب سے پیدا ہوتا ہے اور اپنے ذہن سے کائنات کے طبیعیاتی، فلسفیانہ اور مذہبی حقائق کی معرفت حاصل کرتا ہے۔

۲۔ابن طفیل کے ہیرو کی دیکھ بھال بچپن میں ایک ہرنی کرتی ہے، جب کہ ابن نفیس کا ہیرو تنہا پرورش پاتا ہے۔

۳۔ابن طفیل کا ہیرو آگ استعمال کرنا، کھانا پکانا اور کپڑے پہننا خود سے سیکھتا ہے، جب کہ ابن نفیس کا ہیرو ان چیزوں کو ان لوگوں سے سیکھتا ہے جو اچانک اس جزیرے پر آ گئے تھے۔

۴۔ویران جزیرے پر دوسرے انسانوں کی آمد کو دونوں مولفین نے استعمال کیا ہے، لیکن مختلف اغراض سے۔ ابن طفیل انہیں ان باتوں کی سچائی پر گواہ بناتے ہیں جن کی دریافت ان کے ہیرو نے اپنے ذاتی غور وخوض سے کی تھی، اور ابن نفیس انہیں ذریعہ بناتے ہیں اپنے ہیرو کے، باہر کی دنیا میں نکلنے کا، جہاں اس کے مشاہدے کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اور ان چیزوں کی تصدیق ہوتی ہے جن کی معرفت اس نے اپنے ذاتی غور وخوض سے حاصل کی تھی۔

۵۔ابن طفیل کا رسالہ صوفیانہ غور وخوض کو ظاہر کرتا ہے، جب کہ ابن نفیس کا میلان تعقل وفلسفے کی جانب ہے۔(۲۲)

مشتملات: ابن نفیس کا یہ رسالہ چار فنون پر مشتمل ہے۔

فن اول: اس چیز کا بیان کہ کس طرح کامل نامی ایک انسان پیدا ہوا اور اس نے علوم اور نبوتوں کی معرفت حاصل کی۔

فن دوم: اس چیز کا بیان کہ کس طرح اس نے سیرت نبوی ﷺ کا علم حاصل کیا۔

فن سوم: اس چیز کا بیان کہ کس طرح اس نے سنن شرعیہ کا علم حاصل کیا۔

فن چہارم: اس چیز کا بیان کہ کس طرح اس نے ان واقعات کا علم حاصل کیا جو خاتم النبیین ﷺ کی وفات کے بعد پیش آئے۔

فن اول: اس فن میں تین فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں ابن نفیس نے بیان کیا ہے کہ کس طرح کامل نامی ایک انسان عناصر کی مخصوص ترکیب کے نتیجے میں پیدا ہوا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایک جزیرے میں جہاں ہوا معتدل اور درختوں اور پھلوں کی بہتات تھی، زبردست سیلاب آیا۔ اس کے نتیجے میں مختلف مزاجوں کی مٹیوں کا آمیزہ اس جزیرے کے ایک غار میں بھر گیا۔ وہ آمیزہ حرارت کے نتیجے میں پکتا رہا۔

یہاں تک کہ اس کا مزاج اعتدال سے بہت قریب ہوگیا اور اس کے قوام میں لزوجت پیدا ہوگئی، جس سے اعضا بن سکیں۔ اس مٹی سے اٹھنے والے بخارات میں بعض لطیف ہوائی اجزا تھے، ان سے روح انسانی بن گئی اور ایک انسان وجود میں آ گیا۔ یہ اسی طرح ہوا جس طرح انڈے سے بچہ نکل آتا ہے۔ یہ بچہ بڑی جسامت اور قوی ادراک کا مالک تھا۔ (۲۳)

دوسری فصل میں ابن نفیس نے اس سے بحث کی ہے کہ کس طرح کامل نے مختلف علوم کی تحصیل کی۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ کامل جب غار سے نکلا تو اس نے فضا، روشنی اور درخت دیکھے، پرندوں کی چہچہاہٹ، سمندر کے پانی کی آواز اور ہواؤں کی سرسراہٹ سنی، پھولوں کی خوش بو سونگھی، پھلوں کے ذائقے چکھے، ہوا کی گرمی اور ٹھنڈک محسوس کی وغیرہ۔ اس طرح بیرونی دنیا سے اس کا اولین رابطہ اپنے حواس خمسہ کے ذریعے ہوا۔ اس کے بعد جلد ہی وہ مختلف تجربات کرنے لگا۔ چناں چہ وہ جن حیوانات کو پکڑ لیتا یا انہیں مردہ پاتا ان کے پیٹ چاک کر ڈالتا۔ یہ کام وہ اپنے ناخنوں اور دھار دار پتھروں سے انجام دیتا تھا۔ اس طرح اس نے اعضا کے منافع وافعال سے واقفیت حاصل کی اور جان لیا کہ حیوانات ونباتات کے تمام اجزا کا وجود بعض مقاصد کے لئے ہے اور ان کے بعض منافع ہیں۔ ان میں سے کسی کی منفعت نہ معطل ہے نہ اس کا وجود بے کار ہے۔ پھر اس نے ان موجودات کے بارے میں غور کیا کہ وہ اپنے آپ وجود میں آ گئی ہیں یا کسی نے انہیں وجود بخشا ہے؟ اگر انہیں کسی نے وجود بخشا ہے تو وہ کون ہے اور اس کا کیا حال ہے؟ اس طرح اس نے ذاتی غور وخوض کے ذریعے جان لیا کہ ان چیزوں کو وجود بخشنے والی ذات واجب الوجود ہے۔ (۲۴)

تیسری فصل کی ابتدا میں ابن نفیس نے تمدن سے بحث کی ہے۔ لکھا ہے کہ ''اتفاقاً ایسا ہوا کہ ہواؤں کے تھپیڑوں سے اس جزیرے کے ساحل پر ایک کشتی آ لگی، جس میں بہت سے تاجر پیشہ افراد اور دوسرے لوگ تھے۔ کشتی میں جو ٹوٹ پھوٹ ہوگئی تھی اس کی اصلاح کے لئے وہ لوگ اس جزیرے میں کچھ دن رہے۔ وہ پورے جزیرے میں گھوم پھر کر آگ جلانے کے لئے لکڑیاں اور کھانے کے لئے پھل چننے لگے۔ کامل نے انہیں دیکھا تو ان سے ڈرا۔ ان لوگوں نے اس کے سامنے روٹی اور کھانا ڈالا، جسے کامل نے کھایا تو اسے بہت اچھا لگا۔ اس لئے کہ اس سے قبل اس نے کبھی پکا ہوا کھانا نہیں کھایا تھا۔ پھر وہ ان سے اور مانوس ہوا تو انہوں نے اسے کپڑا پہنایا اور بول چال سکھائی۔ اس طرح اس نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔ ان لوگوں نے اسے اپنے شہروں کے حالات بتائے تو اسے بہت تعجب ہوا۔ اس لئے کہ وہ سمجھتا تھا کہ پوری دنیا بس یہی جزیرہ ہے۔ اس نے ان کے ساتھ سفر کرنے کی خواہش کی تو وہ اسے اس جزیرے کے قریبی شہر میں لے گئے، جہاں اس نے وہاں کے لوگوں کے کھانے کھائے اور ان کے لباس پہنے تو اسے خوب

لذت محسوس ہوئی اور ساتھ زندگی کی کلفتیں یاد آئیں۔ تب اسے معلوم ہوا کہ انسان چوں کہ مصنوعی غذا اور مصنوعی لباس کا ضرورت مند رہتا ہے، اس لئے تنہا رہنے کی صورت میں اس کی زندگی میں خوش گواری نہیں آتی، بل کہ ضروری ہے کہ وہ تمدن پسند ہو، جماعت کے ساتھ رہے، ان میں سے کوئی کھیت جوتے، کوئی بوئے، کوئی روٹی پکائے، کوئی کپڑا سیے۔ (۲۵)

آگے ابن نفیس نے ایک قدم اور بڑھاتے ہوئے ضرورتِ نبوت کی دلیل پیش کی ہے۔ لکھا ہے:

''پھر کامل نے سوچا کہ انسان کی معیشت میں بہتری کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے ذریعے بیع و اجارہ کے معاملات انجام پائیں۔ ان معاملات میں بسا اوقات تنازعات پیش آسکتے ہیں۔ ہر آدمی یہ سوچ سکتا ہے کہ وہ حق پر اور دوسرا بر سر غلط ہے۔ اس بنا پر انسانوں کی معیشت میں بہتری اسی صورت میں آسکتی ہے جب ان کے درمیان ایک محفوظ شریعت ہو، جو ان کے باہمی تنازعات ختم کرنے والی ہو اور وہ شریعت ایسی ہو جس کی تمام لوگ اطاعت کرتے ہوں اور ان کے درمیان اسے قبول عام حاصل ہو۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور اس کا امکان اسی صورت میں ہے جب اسے کوئی ایسا شخص پیش کرے جس کی لوگ تصدیق کریں کہ واقعی وہ اسے اللہ کی طرف سے پیش کر رہا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ اس شخص سے معجزے کا ظہور ہو، تاکہ لوگوں کو احساس ہو کہ وہ جو کچھ پیش کر رہا ہے وہ جھوٹ اور من گھڑت نہیں ہے، بل کہ برحق اور من جانب اللہ ہے۔ ایسا شخص نبی ہوگا اور محال ہے کہ ایسے شخص کا فائدہ عام ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ اسے پیدا نہ کرے۔ (۲۶)

آخر میں نبوت کے تسلسل، پھر ختم نبوت کا تذکرہ ہے: اسی طرح ضروری ہے کہ پے در پے انبیاء آئیں، تاکہ ہر نسل کے لوگوں کی مذہبی ضروریات کی تکمیل ہو، یہاں تک کہ خاتم النبیین کی بعثت ہو اور وہ ان میں سب سے افضل ہوں، اس لئے کہ ان کے بعد نبوت کا سلسلہ منقطع ہے، اس لئے ضروری ہے کہ وہ ایسی تمام چیزیں پیش کریں، جن کی نبوت کے فائدے کی تکمیل کے لئے ضرورت ہے۔ (۲۷)

فن دوم: اس فن کو ابن نفیس نے خاتم النبیین ﷺ کی سیرت کے لئے خاص کیا ہے اور اس میں دس فصلوں کے تحت آپ ﷺ کے نسب، وطن، پرورش، ہیئت، عمر اور اولاد وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے اس میں ذکر کیا ہے کہ کس طرح کامل نے محض عقلی غور و خوض کے ذریعے خاتم النبیین ﷺ کے اوصاف معلوم کئے۔ اس سلسلے میں چند مثالیں درج ذیل ہیں: نسب کے بارے میں لکھا ہے:

ضروری ہے کہ یہ نبی بہت زیادہ شریف النسب ہو، تاکہ لوگ اس کی بات سنیں اور سب سے زیادہ شرافت نسبی مذہبی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے اور ان میں بھی سب سے افضل وہ نبی ہے جس

کی تعظیم پر تمام ملتیں متفق ہوں اور یہ نبی حضرت ابراہیم ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ خاتم النبیین ﷺ کی نسبت ان کی طرف ہو۔ اسی طرح ضروری ہے کہ یہ نبی اپنی ملت کے علاوہ کسی اور ملت کی طرف منسوب نہ ہو، یعنی نہ یہودی ہو نہ نصرانی، ورنہ اسے لوگ مبتدع اور کافر سمجھیں گے اور اس سے نفرت کریں گے۔ اس لئے جائز نہیں کہ اس کی نسبت حضرت یعقوب یا حضرت عیسیٰ کی طرف ہو، بل کہ ضروری ہے کہ وہ حضرت اسماعیل کی نسل سے ہو اور ان کی نسل میں سب سے اشرف بنو ہاشم تھے۔ اس لئے ضروری ہے کہ وہ ان میں سے ہو۔ (۲۸)

خاتم النبیین ﷺ کے وطن کے بارے میں لکھا ہے:

دیہاتوں اور صحرا میں رہنے والوں کی عقلیں اور ان کی آرا شہروں میں رہنے والوں کے مقابلے میں ناقص ہوتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ یہ نبی شہر والوں میں سے ہو اور شہر مختلف اعتبارات سے ایک دوسرے سے برتر ہوتے ہیں، مثلاً ہوا کا اعتدال، نرخوں کی بہتری، پھلوں کی کثرت، پانی کی زیادتی وغیرہ۔ البتہ لوگوں کے دلوں میں کسی شہر کی مذہبی عظمت ان چیزوں کی وجہ سے ہوتی ہے جن سے وہ شہر قابل ترجیح قرار پاتا ہے۔ خاص طور پر اگر وہاں کوئی بڑا عبادت خانہ ہو۔ اور سب سے افضل اور سب سے قدیم عبادت خانہ البیت العتیق ہے۔ اس لئے کہ وہ پہلا گھر ہے جسے لوگوں کے لئے بنایا گیا تھا اس لئے ضروری ہے کہ خاتم النبیین ﷺ کی جائے پیدائش مکہ ہو۔ (۲۹)

آپ ﷺ کی ابتدائی زندگی کے بارے میں لکھا ہے:

ضروری ہے کہ نبی ﷺ کے باپ کا انتقال پہلے ہو، پھر آپ ﷺ کی ماں وفات پائیں اور آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی ماں کے علاوہ کوئی دوسری عورت دودھ پلائے، اس کے بعد آپ ﷺ کے دادا اور متعدد چچا آپ ﷺ کی پرورش کریں۔ یہ سب اس لئے ہے تاکہ مختلف مربّین کی تاثیر سے آپ ﷺ کا مزاج معتدل ہو جائے۔ (۳۰)

ہجرت اور مقام ہجرت کے بارے میں لکھتے ہیں:

یہ بات قرین عقل نہیں تھی کہ نبی ﷺ کا مکہ سے نکلنا اختیاری ہو، بل کہ ضروی تھا کہ وہ اضطراری حالت میں ہو، اور یہ بات بھی قرین عقل نہیں تھی کہ ایسا آپ ﷺ کی جلاوطنی یا جنگ میں شکست کے نتیجے میں ہو، اس لئے کہ ایسا عظیم انسانوں کے شایان شان نہیں ہوتا، اس لئے آپ ﷺ کی ہجرت کی صورت یہ ہوئی کہ کفار نے آپ کو خفیہ طور پر قتل کرنے کی

سازش کی۔ پھر آپ ﷺ کی ہجرت کس شہر کی طرف ہو؟ یقیناً اس شہر کی طرف جس میں آپ ﷺ کے والد کا انتقال ہوا تھا، تاکہ جب آپ ﷺ کا انتقال ہو تو آپ ﷺ کی قبر آپ کے والد کی قبر سے قریب ہو، یعنی آپ ﷺ کی ہجرت یثرب کی طرف ہو۔ (۳۱)

نبی ﷺ کی عمر کے بارے میں لکھا ہے:

رہی اس نبی کی عمر تو ضروری ہے کہ آپ ﷺ عمر کہولت کو پورا کریں، تاکہ اس زمانے میں آپ ﷺ کو نبوت حاصل ہو۔ اور ضروری ہے کہ شیخوخت (جس میں سٹھیاپن اور کم عقلی کی علامات ظاہر ہو جاتی ہیں) کے استحکام سے قبل آپ کی وفات ہو جائے۔ اور ایسا معتدل المزاج ابدان میں باسٹھ تریسٹھ سال کے بعد ہوتا ہے۔ (۳۲)

خاتم النبیین ﷺ کی جائے وفات کے بارے میں لکھتے ہیں:

اگر نبی ﷺ کی وفات مکے میں ہوتی اور وہیں آپ کو دفن کر دیا جاتا تو آپ ﷺ کی زیارت خانۂ کعبہ کی زیارت کے ماتحت ہوتی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگ گمان کرنے لگتے کہ حج صرف خانۂ کعبہ کے لئے ہے اور وہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کی شریعت کو بھول جاتے اس لئے مناسب تھا کہ آپ ﷺ کی قبر کسی دوسرے شہر میں ہو، تاکہ اس کا سفر بالقصد کیا جائے، اس طرح آپ ﷺ کی عظمت قائم ودائم رہے۔ (۳۳)

آپ ﷺ کی آل واولاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

چوں کہ اس نبی کا مزاج معتدل ہے، اس لئے ضروری ہے کہ آپ کے بیٹے اور بیٹیاں دونوں ہوں۔ اور ضروری ہے کہ بیٹوں کی عمریں زیادہ نہ ہوں۔ اس لئے کہ اگر ان کی عمریں زیادہ ہوتیں اور وہ نبوت کی عمر کو پہنچ جاتے، تب یا تو وہ نبی ہوتے یا نہ ہوتے، نبی ہونا ان کے لئے ممکن نہ تھا، اس لئے کہ ان کے باپ خاتم النبیین تھے اور نبی نہ ہوتے تو یہ چیز ان کے باپ کے مقام ومرتبے کو کم کرنے والی ہوتی، اس لئے کہ بہت سے انبیاء ایسے گزرے ہیں جن کی اولادیں بھی نبی تھیں، رہیں اس نبی کی بیٹیاں تو ان کی عمریں لمبی ہو سکتی ہیں، اس لئے کہ عورتیں نبوت کی اہل نہیں ہیں۔ (۳۴)

فن سوم: اس فن میں ابن نفیس نے کامل کی زبان سے خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ دو ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول میں نبی ﷺ کی نظری تعلیمات کا بیان ہے۔ اس میں دو فصلوں کے تحت صفات الٰہی اور معاد کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ اللہ کی ذات وصفات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

نبی ﷺ کے شایان شان یہ ہے کہ وہ لوگوں کو بتائے کہ ان کا ایک پیدا کرنے والا ہے، جسے بے حد و نہایت عظمت و جلالت حاصل ہے۔ ضروری ہے کہ اس کی عبادت و اطاعت کی جائے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے مثل کوئی نہیں۔ وہ سننے اور جاننے والا ہے۔ اس کے علاوہ وہ قدرت تامہ اور قوت کاملہ کی صفات کا مالک ہے، جو اس کی ذات کے شایان شان ہیں۔ (۳۵)

معاد کے مسئلے پر بحث کرتے ہوئے ابن نفیس نے اسے روحانی اور بدنی کا مجموعہ قرار دیا ہے، لکھا ہے:

کامل نے سوچا کہ نبی کے لئے جائز نہیں کہ وہ معاد کو صرف روحانی قرار دے، اس لئے کہ اکثر لوگوں کے ذہن روحانی لذتوں اور تکلیفوں کا ادراک نہیں کر پاتے۔ اور نہ اس کے لئے جائز ہے کہ اسے صرف بدنی قرار دے، اس لئے کہ اس کے ساتھ سعادت وشقاوت کا تصور ممکن نہیں، بل کہ ضروری ہے کہ وہ بدن اور نفس کا مرکب ہو۔ (۳۶)

باب دوم میں ابن نفیس نے چار فصلوں کے تحت عبادات، معاملات، تدبیر منزل اور سزاؤں سے تعلق نبی ﷺ کی تعلیمات اور ان کی حکمتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ (۳۷)

فن چہارم: یہ فن دس فصلوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی فصلوں میں ابن نفیس نے ان واقعات کا تذکرہ کیا ہے جو خاتم النبیین ﷺ کی وفات کے بعد پیش آئے۔ انہوں نے کامل کی زبانی کہلوایا ہے:

خاتم النبیین ﷺ کے بعد پہلے آپ ﷺ کے اصحاب کے درمیان خلافت کے مسئلے میں اختلاف ہوگا، پھر آرا میں اختلاف رونما ہوگا اور متعدد مسالک وجود میں آجائیں گے اور نبی ﷺ کی ملت دین کے اصول و فروع میں مختلف گروہوں میں بٹ جائے گی۔ پھر یہ ملت مختلف معاصی کا شکار ہو جائے گی، مثلاً اس میں شراب عام ہو جائے گی، جب کہ نبی ﷺ نے اسے حرام قرار دیا تھا اور عورتیں بے پردہ ہو جائیں گی اور اجنبی مردوں کے سامنے آنے لگیں گی، جب کہ نبی ﷺ نے بے پردگی سے منع کیا تھا۔ اس معصیت کے نتیجے میں کفار کے حملوں کی صورت میں اس ملت کو سزا دی جائے گی۔ (۳۸)

اس فن کی آخری دو فصلوں میں ابن نفیس نے مستقبل کی پیشین گوئی کی ہے۔ نویں فصل میں وہ عالم علوی کا تذکرہ کرتے ہیں اور سورج، چاند، کواکب وغیرہ کی حرکات اور ان میں ہونے والی تبدیلیوں کو بیان کرتے ہوئے پیشین گوئی کرتے ہیں کہ ایک وقت ایسا آجائے گا جب سورج اور کواکب مغرب سے طلوع ہوں گے، تمام ملکوں میں دن رات برابر ہو جائیں گے، ہوا کا مزاج انسان کے مزاج سے غیر ہم آہنگ

ہوجائے گا، جس کی بنا پر ان کے اخلاق بگڑ جائیں گے اور شرور وفتن کی کثرت ہوجائے گی۔ (۳۹)
دسویں فصل میں وہ بیان کرتے ہیں کہ عالم علوی میں تغیرات کے نتیجے میں اس کا اثر عالم سفلی پر بھی پڑے گا۔ روئے زمین پر شرور وفتن کی کثرت ہوجائے گی، جنگوں میں مرد بہت زیادہ ہلاک ہوجائیں گے، عورتوں کی کثرت ہوجائے گی، جس سے آوارگی بڑھ جائے گی، کھیتی اور پھل کم ہوجائیں گے، نرخ بڑھ جائے گا، پانی نیچے اتر جائے گا، زلزلوں اور طوفانوں کی کثرت ہوجائے گی، وغیرہ۔ اس طرح انہوں نے دنیا کے فنا ہونے اور قیامت کے برپا ہونے کے احوال بیان کئے ہیں۔ (۴۰)

آخر میں ابن نفیس نے بعث بعد الموت اور حشر ونشر کا تصور پیش کیا ہے۔ (۴۱)

مختصر تجزیہ

۱۔ الرسالۃ الکاملیہ کی بنیادی اہمیت یہ ہے کہ یہ سیرت نبوی کے موضوع پر منفرد اسلوب میں لکھا گیا ہے۔ اس میں سیرت کے تقریباً تمام ہی موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ پہلے نبی ﷺ کے نام ونسب، وطن، خاندان، ولادت، پرورش اور ابتدائی زندگی، وحی ونبوت، دعوت، ہجرت، غزوات، عادات واطوار، جسمانی ہیئت، اولاد وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ کی سنت، تعلیمات اور عبادات، معاملات اور دیگر امور زندگی میں آپ کے لائے ہوئے احکام وشرائع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سیرت کی کتابوں میں عموماً صرف رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اور مغازی وغیرہ کا بیان ملتا ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کو کم ہی موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ الرسالۃ الکاملیہ ان معدودے چند کتابوں میں سے ہے جن میں دو مستقل ابواب قائم کئے گئے ہیں۔ ایک میں آپ ﷺ کے احوال زندگی کا بیان ہے تو دوسرے باب کو آپ ﷺ کی تعلیمات کی شرح وبیان کے لئے خاص کیا گیا ہے۔

۲۔ کتاب کا اسلوب بیان بھی انفرادی نوعیت کا ہے۔ سیرت کی شاید ہی کوئی کتاب ہو جس میں یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہو۔ اس طرح ابن نفیس یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ایک شخص اپنی فطرتِ سلیم سے غور کرے تو وہ ٹھیک وہی نتائج نکالے گا جو نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ میں ظاہر ہوئے۔

۳۔ اس کتاب میں وجود باری تعالیٰ، توحید، نبوت، وحی، فنائے دنیا، حشر ونشر اور اسلام کے دیگر بنیادی عقائد کا بھرپور دفاع کیا گیا ہے۔ ابن نفیس ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ انہوں نے اپنے مباحث میں اگرچہ فلسفے سے بھی تعرض کیا ہے، لیکن کسی جگہ بھی اسلامی تعلیمات سے ادنیٰ انحراف نہیں کیا ہے۔

۴۔ اس رسالہ کو حی بن یقظان کے نام سے تصنیف کردہ ابن سینا اور ابن طفیل کے رسالوں کے

اسلوب میں پر لکھا گیا ہے۔ یہی نہیں، بل کہ ابن نفیس نے ان رسالوں میں پیش کردہ بعض فلسفیانہ افکار کا کام یاب معارضہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر فلاسفہ صرف معاد روحانی کے قائل ہیں۔ ابن نفیس نے ایک مستقل فصل میں معاد سے بحث کی ہے اور اسے جسمانی اور روحانی دونوں کا مجموعہ قرار دیا ہے۔

۵۔ اس رسالے میں تشکیل تمدن سے بحث کی گئی ہے۔ ابن نفیس نے یہ فکر پیش کی ہے کہ تمدن انسانوں کے اکٹھا ہونے سے وجود میں آتا ہے۔ وہ جب یک جا ہوتے ہیں تو ان کے درمیان کاموں کی تقسیم ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے ذریعے ان کی روزمرہ کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ یہ تصور اگرچہ یونانی فکر میں بھی پایا جاتا تھا اور مسلم فلاسفہ میں سے ابوالنصر فارابی (م ۳۳۹ھ/ ۹۵۰ء) نے بھی اپنی کتاب المدینۃ الفاضلۃ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ بعد میں ابن خلدون (م ۸۰۸ھ/ ۱۴۰۶ء) نے بھی اسے بڑی منقح صورت میں پیش کیا، جس کی بنا پر اسے علم الاجتماع (Sociology) کا بانی کہا جاتا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ابن خلدون سے نصف صدی قبل ابن نفیس اس فکر کو اپنے اس رسالے میں واضح الفاظ میں پیش کر چکے تھے (۴۳)۔

۶- ابن نفیس ایک ماہر طبیب تھے۔ اس کتاب میں بھی جا بہ جا ان کی طبی مہارت کے شواہد ملتے ہیں۔ انہیں دورانِ خون ریوی کے محقق کی حیثیت سے عالمی شہرت حاصل ہے۔ یہ تحقیق انہوں نے اپنی کتاب شرح تشریح قانون کے علاوہ اس کتاب میں بھی پیش کی ہے (۴۴)۔ حیوانی اور انسانی اعضاء کی تشریح (Anatomy) اور منافع (۴۵) بیان کئے ہیں۔ نبی ﷺ کی جسمانی ہیئت، مرضی کیفیات، مقدار عمر اور اولاد کے تذکرہ میں اعتدال مزاج پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور آپ ﷺ کی شخصیت کو اس کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ نظام ہضم کی تفصیل بیان کرتے ہوئے استحالۂ غذا کے بارے میں ابن نفیس نے جو کچھ لکھا ہے وہ آج میڈیکل سائنس میں حقیقت بن چکا ہے۔ اس عمل کو طبی اصطلاح میں Metabolism کہا جاتا ہے، جو تحلّل (Catabolism) اور اغتذا (Anabolism) کا مجموعہ ہوتا ہے۔

حواشی و مراجع

۱۔ ابن نفیس کے حالات زندگی کے لئے ملاحظہ کیجیے: شمس الدین الذہبی۔ تاریخ الاسلام۔ شمس الدین الذہبی۔ دول الاسلام۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۳۷ھ۔ ابن العماد الحنبلی۔ شذرات الذہب فی اخبار من ذہب۔ مکتبۃ القدسی القاہرۃ، ۱۳۵۱ھ۔ ابن اسعد الیافعی الیمنی۔ مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ ما یعتبر من حوادث الزمان۔ دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدرآباد۔ ۱۹۳۹ء۔ جلال الدین السیوطی۔ حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ۔ المطبعۃ الشرفیۃ مصر، ۱۳۲۷ھ۔ ابن فضل اللہ العمری۔ مسالک الابصار فی ممالک الأمصار۔ ابن تغری بردی۔ النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ۔ دار الکتب المصریۃ، ۱۳۵۷ھ۔ صلاح الدین الصفدی۔ الوافی بالوفیات
طاش کبری زادہ۔ مفتاح السعادۃ۔ ابن کثیر۔ البدایۃ والنہایۃ۔ دار الریان للتراث، القاہرۃ، ۱۹۸۸۔ خیر الدین الزرکلی،

الاعلام، دارالعلم للملایین، بیروت، ۱۹۹۷۔ دائرۃ المعارف الاسلامیۃ (اردو)۔ دانش گاہ پنجاب، لاہور۔ مقالہ ابن نفیس از ماکس مایرہوف۔ تاج الدین السبکی۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ۔ داراحیاء الکتب العربیۃ، مصر

۲۔ ابن ابی اصیبعہ۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء۔ مخطوطہ، المکتبۃ الظاہریۃ دمشق۔ بہ حوالہ الرسالۃ الکاملیۃ فی السیرۃ النبویۃ، لجنۃ احیاء التراث الاسلامی، المجلس الاعلیٰ للشئون الاسلامیۃ مصر، تعلیق و تحقیق عبدالمنعم محمد عمر، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء، طبع دوم، مقدمۂ محقق۔ ص۲۴۔ عیون الانباء کے مطبوعہ نسخے میں ابن نفیس کا تذکرہ نہیں ہے، اسی بنا پر بعض سوانح نگاروں مثلاً مایرہوف (Maeyerhof) نے لکھا ہے کہ معاصرانہ چشمک اور بعض اختلافات کی وجہ سے ابن ابی اصیبعہ نے جان بوجھ کر ابن نفیس کا تذکرہ نہیں لکھا تھا، لیکن ڈاکٹر یوسف الغش نے المکتبۃ الظاہریۃ میں اس کا ایک قلمی نسخہ دریافت کیا ہے، جس میں ان کا تذکرہ شامل ہے۔ اس سے مذکورہ خیال کی تردید ہوتی ہے۔

۳۔ بہ حوالہ تاریخ الاسلام للذہبی

۴۔ حوالہ سابق

۵۔ مرآۃ الجنان: ج۴، ص۲۰۷۔ حسن المحاضرۃ: ج۱، ص۲۳۳۔ شذرات الذہب: ج۵، ص۴۰۱

۶۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ: ج۸، ص۳۰۵

۷۔ بہ حوالہ شذرات الذہب۔ ج۵، ص۴۰۲

۸۔ النجوم الزاہرۃ۔ ج۷، ص۳۷۷

۹۔ طبقات الشافعیۃ: ج۸، ص۳۰۵

۱۰۔ مستشرق مایرہوف نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ابن نفیس نے خواہ ساتویں صدی ہجری / تیرہویں صدی عیسوی میں دوران رئوی کی تحقیق پیش کی ہو، لیکن یورپ کے ڈاکٹروں کو اس کی خبر نہ تھی، کیوں کہ ابن نفیس کی کتاب قلمی صورت میں تھی اور اس سے استفادہ عام نہ ہوا تھا۔ لیکن بعض محققین نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ابن نفیس کی یہ تحقیق مختلف واسطوں سے یورپ میں پہنچ گئی تھی اور اہل یورپ نے حسب عادت اس تحقیق کو کسی مسلمان محقق کی جانب منسوب کرنے کے بہ جائے اپنی تحقیق کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجیے الرسالۃ الکاملیۃ، مقدمۂ محقق: ص۶۳۔۷۰۔ الموجز فی الطب، تقدیم و تعلیق ڈاکٹر یحییٰ مراد، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء مقدمۂ محقق: ص۸۔۲۱

۱۱۔ البدایۃ والنہایۃ: ج۱۳، ص۳۳۱

۱۲۔ ذہبی۔ بہ حوالہ شذرات الذہب: ج۵، ص۴۰۲

۱۳۔ الاعلام: ج۴، ص۲۷۱

۱۴۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجیے محمد رضی الاسلام ندوی۔ کلیات طب کے مصادر و مراجع۔ طبع علی گڑھ، ۱۹۹۵ء: ص۱۰۲۔۱۰۳

۱۵۔ ملاحظہ کیجیے محمد رضی الاسلام ندوی۔ کتابیات قانون۔ ڈائمنڈ پرنٹرز دہلی، ۲۰۰۲ء، ص۲۱۔۲۵، کلیات طب کے مصادر و مراجع: ص۱۰۵۔۱۰۷

۱۶۔ الاعلام: ج۴، ص۲۷۱

۱۷۔ جارج سارٹن۔ الشرق الاوسط فی مولفات الامریکیین، بہ حوالہ الرسالۃ الکاملیۃ، مقدمۂ محقق: ص۱۵

۱۸۔ صلاح الدین الصفدی۔ الوافی بالوفیات
۱۹۔ ابن سینا کی شرح کا قلمی نسخہ انگلینڈ کی ایک لائبریری میں محفوظ تھا۔ مولانا محمد صغیر حسن معصومی نے اس کی تحقیق کی ہے اور مجلہ المجمع العلمی دمشق میں اس کی اشاعت ہوئی ہے
۲۰۔ الرسالۃ الکاملیۃ، ص ۱۵، مقدمۂ محقق
۲۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے الرسالۃ الکاملیۃ۔ مقدمۂ محقق کی بحث۔ معارضۃ ابن النفیس قصۃ حي بن یقظان للشیخ الرئیس ابن سینا: ص ۷۹۔۸۶
۲۲۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے الموجز فی الطب، مقدمۂ محقق۔ ص ۴۳۔۴۴
۲۳۔ ص ۱۵۱۔۱۵۳
۲۴۔ ص ۱۵۴۔۱۵۹
۲۵۔ ص ۱۶۰۔۱۶۱
۲۶۔ ص ۱۶۱۔۱۶۲
۲۷۔ ص ۱۶۴۔۱۶۵
۲۸۔ ص ۱۶۹۔۱۷۱
۲۹۔ ص ۱۷۲۔۱۷۳
۳۰۔ ص ۱۷۷۔۱۷۹
۳۱۔ ص ۱۷۴۔۱۷۶
۳۲۔ ص ۱۸۴
۳۳۔ ص ۱۷۳۔۱۷۴
۳۴۔ ص ۱۸۵۔۱۸۶
۳۵۔ ص ۱۹۳
۳۶۔ ص ۱۹۵۔۱۹۶
۳۷۔ ص ۲۰۹
۳۸۔ ص ۲۱۵۔۲۲۶
۳۹۔ ص ۲۳۶۔۲۳۸
۴۰۔ ص ۲۳۹۔۲۴۳
۴۱۔ ص ۲۴۳۔۲۴۴
۴۲۔ ابن خلدون کی ولادت ۷۳۲ھ/۱۳۳۲ء میں ہوئی، جب کہ ابن نفیس کی وفات ۶۸۷ھ/۱۲۸۸ء میں ہو چکی تھی
۴۳۔ ص ۱۵۵
۴۴۔ ص ۱۵۱، ۱۵۵